پہلی بیوی نے واپس آنے کے لیے دوسری بیوی کو طلاق دینے کی شرط رکھی خاوند پہلی اور گھر والے دوسری کو پسند کرتے ہیں!

اشترطت عليه للرجوع له أن يطلق الثانية وهو يحب الأولى وأهله يحبون الثانية!

[أردو - اردو - urdu]

شيخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434
IslamHouse.com

پہلی بیوی نے واپس آنے کے لیے دوسری بیوی کو طلاق دینے کی شرط رکھی خاوند پہلی اور گھر والے دوسری کو پسند کرتے ہیں!

میں نے چھ ماقبل دوسری شادی کی ہے جس کا پہلی بیوی کو علم نہیں، لیکن کچھ عرصہ بعد ایسے لوگوں کے ذریعہ بیوی کو علم ہو گیا جنہیں ہم نہیں جانتے، میری پہلی بیوی سے چار اور دو برس کی دو بیٹیاں ہیں، لیکن کچھ عرصہ سے میری پہلی بیوی اور گھر والوں کا جھگڑا چل رہا ہے، اور وہ اپنے مستقل گھر میں علیحدہ رہتی ہے، اور پھر میرے گھر والے بڑا اختلاف ہونے کی وجہ سے میری بیوی سے محبت نہیں کرتے، کیونکہ وہ ان کا احترام نہیں کرتی. جناب مولانا صاحب سوال یہ ہے کہ:
میری پہلی بیوی طلاق لینے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے، اور اس نے عدالت میں بھی مقدمہ کر رکھا ہے، اس نے واپس آنے کے لیے شرط یہ رکھی ہے کہ میں اپنی دوسری بیوی کو طلاق دوں تو وہ واپس آ سکتی ہے، حالانکہ میری دوسری بیوی میرے گھر والوں سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے.
مجھے اس وقت مشکل یہ درپیش ہے کہ میں اپنی بیٹیوں کی ماں ہونے کے ناطے اپنی پہلی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں، لیکن اس کا یہ فیصلہ اٹل ہے اور اس میں کوئی نقاش اور بات چیت یا سمجھوتہ نہیں ہو سکتا، یا تو میں دوسری بیوی کو طلاق دوں، یا پھلا یہ مقدمہ عدالت میں جاری رہے حتی کہ وہ عدالت میں طلاق حاصل کر لے.
میری طرف سے تو یہ ہے کہ میں دوسری کی بجائے پہلی بیوی کی طرف زیادہ مائل ہوں، اس لیے برائے مہربانی کوئی نصیحت فرمائیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کیونکہ اللہ کی قسم میں تھك گیا ہوں اور مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں ؟

الحمد للہ:

اول:
آپ کی پہلی بیوی کے لیے اپنی سوکن کی طلاق طلب کرنا حلال نہیں، سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی بالنص ممانعت موجود ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ اس کا برتن الٹ دے اسے تو وہ کچھ ملے گا جو اس کے مقدر میں ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٤٨٥٧) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٤١٣).

اور ایك روایت کے الفاظ ہیں:

" اور کوئی عورت بھی اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ مت کرے تا کہ وہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ الٹ لے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٢٥٧٤) صحیح مسلم حدیث نمبر (١٤١٣).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قولہ (لا یحل) اس کی حرمت واضح اور ظاہر ہے " انتہی دیکھیں: فتح الباری (٩ / ٢٢٠).

اور ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عورت کے شایان شان اور لائق نہیں کہ وہ اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ وہ اکیلی ہی خاوند کی زوجیت میں ہو، بلکہ اس کے لیے تو وہ کچھ ہے جو تقدیر سبقت لے جا چکی ہے نہ تو سوکن کی طلاق کی وجہ سے کوئی نقصان ہو سکتا ہے جو اس کے مقدر میں تھا اور نہ ہی اس میں کوئی زیادتی ہو سکتی ہے " انتہی

دیکھیں: التمہید (١٨ / ١٦٥).

اور شیخ عبد اللہ البسام رحمہ اللہ اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اس حدیث میں سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرنے کی حرمت بیان ہوئی ہے، اور اسی طرح سوکن کے بارہ میں کینہ و بغض رکھنا اور خاوند کو اس پر ابھارنا، یا سوکن اور خاوند کے مابین فتنہ و خرابی پیدا کرنا تا کہ ان میں شر اور خرابی پیدا ہو اور وہ اسے چھوڑ دے تو یہ حرام ہے.

کیونکہ اس میں بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں مثلا آپس میں بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے اور مشکلات لاتی ہے، اور اسی طرح مطلقہ کا رزق ختم کرنے کی کوشش ہے جس کو حدیث میں کنایتا بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ کسی دوسرے کے برتن میں جو خیر ہے اس کو الٹ دینا، جس کا سبب نکاح ہے اور اسی طرح جو اس کا نفقہ اور لباس وغیرہ حقوق زوجیت ہیں ان سے بھی اسے محرم کرنا ہے.

یہ عظیم احکام اور قیمتی آداب اسلام میں اس لیے پائے جاتے ہیں تا کہ معاشرے کی حالت کو منظم کیا جا سکے، اور ا سے شر و فساد اور خرابی سے محفوظ رکھا جائے، اور بغض و عداوت اور دشمنی سے دور رکھ کر آپس میں محبت و مودت اور الفت و مانوسیت پائی جائے، اور امن و سلامتی پیدا ہو " انتہی

دیکھیں: تیسیر العلام شرح عمدۃ الاحکام (۲ / ۳۰۵).

دوم:
ہماری تو آپ کو نصیحت یہی ہے کہ آپ پہلی بیوی کو واپس لانے کی پوری کوشش کریں، اور دوسری کو بھی طلاق مت دیں، اور اس کے علاوہ آپ کچھ حرص نہ کریں، کیونکہ پہلی بیوی آپ کی اولاد کی ماں بھی اور آپ کی محبوبہ بھی ہے، اور پھر طلاق کے بعد آپ کی اولاد کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے، اور بعد میں آپ دونوں اور آپ کے گھر والوں میں اصلاح ممکن ہے.

اور دوسری بیوی آپ کے گھر والوں کی محبوب ہے، اور اس دوسری بیوی کا کوئی قصور نہیں کہ آپ اپنی پہلی بیوی کی طرف مائل ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی آپ کی بیوی ہے، اور اس کے بھی آپ پر حقوق ہیں، لہذا آپ ان دونوں کو جمع کرنے کی شدید حرص رکھیں، اور طلاق دینے کی جلدی مت کریں.

اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ کو خدشہ ہے کہ پہلی بیوی کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے دوسری پر ظلم نہ ہو.

اگر تو واقعی ایسا تھا تو پھر آپ نے دوسری شادی کیوں کی ؟ اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نكاح كر كے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایك ہی کافی ہے یا پھر تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے کہ ایك طرف جھك جانے سے بچ جاؤ} النساء (٣).

لہذا ایسے شخص کے لیے جسے خدشہ ہو کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف نہیں کر سکےگا دوسری شادی کرنا جائز نہیں.

اس لیے آپ ان دونوں کو جمع کرنے کی حرص رکھیں اور ان میں عدل و انصاف کریں ہماری نصیحت تو یہی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں.

واللہ اعلم .